مبوب بطرز جدید

کامل

فتاویٰ عزیزی

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز
محدث دہلوی علم دین کے ستون
تھے ۔ آپکے مذہبی اور علمی
موقر [illegible] ملت
اسلامیہ کیلئے شمع ہدایت کا
کام دیتے رہیں گے یہ مجموعہ
تجربہ علمی کا نچوڑ اور دینی
معلومات کا وسیع سرمایہ ہے ۔

ماشآء اللہ لا قوۃ الا باللہ الخ

مبوب بطرز جدید

فتاویٰ عزیزی کامل

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح

باہتمام

حاجی محمد زکی عفی عنہ برائے دار الافتاء

ناشر

ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل پاکستان چوک کراچی

نام کتاب ــــــ فتاوٰی عزیزی
جلد ــــــــــــــ
ناشر ــــــ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
ضخامت ــــــ ۶۳۲ صفحات
کتابت ــــــ حافظ گلزار احمد
تعداد ــــــ ایک ہزار
پریس ــــــ ایجوکیشنل پریس کراچی
سن طبع ــــــ سنہ ۱۳۸۷ھ
طبع جدید ــــــ ۱۴۰۸ھ
ملنے کا پتہ
ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل پاکستان چوک کراچی

عرضِ مُرتب

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم والعاقبۃ للمتقین۔

اما بعد - فتاوٰی عزیزی مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے مختلف مضامین اور فتاوی کا بیش بہا علمی مجموعہ ہے جو ہر زمانہ میں یکساں مفید ہے۔ اہلِ سنت والجماعت کے ہر طبقہ کے علما اس کی اہمیت سے اچھی طرح واقف ہیں اور اس سے بھی واقف ہیں کہ علمی و مذہبی دنیا میں حضرت شاہ صاحبؒ کا مقام کیا ہے اور آپ کی دینی و علمی خدمات نے مسلمانانِ ہند کو کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ اسی اہمیت کی بنا پر عالیجناب حاجی محمد سعید صاحب مالک مطبع مجیدی کانپور نے تالیف فتاوٰی عزیزی فارسی کا اُردو ترجمہ کروایا تھا۔ ترجمہ کرنے کی خدمت جناب مولوی عبدالواجد صاحب نوئی غازیپوری مؤلف تحفۃ الاتقیاء فی فضائل انبیاء نے انجام دی ۲۱ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۲ھ میں پہلی جلد کا ترجمہ مکمل ہوا۔ اور یکم محرم سنہ ۱۳۲۳ھ کو جلد دوم کے ترجمے کی تکمیل ہوئی۔ ان ہر دو ترجموں کو سرورِ عزیزی المعروف ترجمہ فتاوٰی عزیزی کے نام سے محترم جناب حاجی محمد شفیع صاحب ابن عالیجناب حاجی محمد سعید صاحب مالک مطبع مجیدی کانپور نے دو جلدوں میں شائع کیا تھا۔

تالیفِ فتاوٰی عزیزی جو دو جلدوں پر مشتمل تھی، ایک مخلوط مجموعہ ہے۔ جس میں فقہ، عقائد، تصوف اور کلام کے مضامین شامل ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی یہ علمی اور دینی خدمت طالبانِ علم و دین و متلاشیانِ حق کیلئے افادیت کا بہترین سرچشمہ و ماخذ ہے۔ اب اسے از سرِ نو ابواب و عنوانات کے تحت تقسیم کرنے کے علاوہ آسان اور عام فہم بنانے کی بھی کوشش کی ہے۔ مختلف مضامین کو معنوی اعتبار سے حسبِ ضرورت پیراگراف میں تقسیم کیا گیا ہے اور مضمون در مضمون کی وجہ سے پڑھنے والے کو اصل مفہومِ مضمون حاصل کرنے میں جو دشواری و الجھن پیدا ہوجاتی ہے اسے دور کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ چنانچہ مسلسل اور طویل مضامین کو پیراگراف کی صورت دے کر سہل الحصول بنایا گیا ہے۔

سرورِ عزیزی المعروف اُردو ترجمہ فتاوٰی عزیزی کی۔ دونوں جلدوں کے مضامین کو ایک جا کرکے انکو ابواب و عنوانات کے تحت لگایا ہے مغلق عبارتوں کو آسان کر دیا گیا ہے۔ اور ترجمہ کو دورِ حاضرہ کے مطابق بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ترجمہ کے اکثر الفاظ و جملوں کو اکثر مقامات پر اس طرح تبدیل کر دیا گیا ہے کہ مترجم اور حضرت شاہ صاحبؒ کے اظہارِ مقصد میں کسی قسم کا فرق نہ آنے پائے اور زبان سلیس اور عام فہم ہوجائے۔ ابواب حسبِ ذیل قائم کئے گئے ہیں۔

باب التفسیر والتشریح۔ باب العقائد۔ باب التصوف۔ باب الخلافت۔ باب الفقہ۔

سے یہ روایت پائی ہے۔ کہ نافع سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ کو خبر پہنچی کہ کسی قوم کے لوگ اس درخت کے پاس آتے ہیں اور وہاں نماز پڑھتے ہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ وہ درخت کاٹ دیا جائے۔ یہ حال اس درخت کا ہے۔

جناب حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس درخت کے بارے میں جو روایات ہیں ان سب روایات پر نظر کرنے سے میرے نزدیک ثابت ہوتا ہے کہ وہ درخت بیعت کے بعد لوگوں کی نظروں سے غائب کر دیا گیا ہے۔ اس میں پوشیدہ حکمت ہے اور میں نے اس کو مفصل فتویٰ میں ذکر کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے :-

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ۔

یعنی اللہ تعالےٰ مؤمنین سے راضی ہوا اس سے کہ ان لوگوں نے درخت کے نیچے آپ کی بیعت کی۔

اس کلام پاک کی وجہ سے احتمال تھا کہ لوگوں کا ذہن اس طرف جاتا کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہونے میں اس درخت کو کچھ دخل ہے اس وجہ سے اللہ تعالےٰ نے وہ درخت لوگوں کی نظر سے غائب کر دیا اور زیادہ تر وجہ یہ ہوئی کہ ابھی کم زمانہ گذرا تھا۔ کہ لوگ زمانۂ جاہلیت میں تھے۔ اور بتوں کی عبادت کے خوگر تھے۔ حتیٰ کہ لوگوں نے ایک دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا کہ ہمارے لئے ذات انواط مقرر فرما دیجئے جیسا کہ کفار کے لئے ذات انواط ہے۔ ذات انواط ایک درخت کا نام ہے۔ پھر بعض لوگوں نے اندازے اس کی جگہ معین کر لی اور اب اس جگہ جو درخت تھا۔ فی الواقع وہ دوسرا درخت تھا۔ لیکن امیرالمؤمنین حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ وہ درخت بھی کاٹ دیا جائے اور یہ حکم اس وجہ سے صادر ہوا کہ صالحین کے آثار سے مستفید ہونا اور اس کو تبرک جاننا مذموم ہے یا اس کے خلاف کرنا بہتر ہے بلکہ اس وجہ سے یہ حکم صادر ہوا کہ آمیزش اور جعل کرنا تبرکات میں مذموم ہے۔ اسی وجہ سے امام پر واجب ہے کہ اس شخص کو سزا دیوے جو کہے کہ فلاں شعر یا فلاں چیز تبرکات سے ہے اور اس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرے اور اس کی نہ کوئی سند ہے اور نہ کوئی دلیل ہے۔

حضرت عمرؓ نے جو حکم فرمایا کہ وہ درخت کاٹ دیا جائے۔ تو یہ حکم صرف اس وجہ سے صادر فرمایا کہ حضرت عمرؓ کو معلوم تھا۔ کہ وہ درخت لوگوں کی نظر سے غائب کر دیا گیا اور یہ درخت فی الواقع وہ درخت نہیں کہ اس کے ذریعے سے برکت حاصل ہو سکتی ہے۔ اس واسطے کہ وہ درخت البتہ اس قابل تھا کہ اس سے برکت حاصل کی جاتی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بطور تعجب فرمایا کہ اگر آج میں دیکھتا ہوتا تو اس درخت کی جگہ تم لوگوں کو دکھا دیتا۔ تو اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جابرؓ اس درخت کی جگہ جانتے تھے۔ اور اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ درخت اس وقت موجود تھا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ درخت نامعلوم ہو گیا تھا تو یہ مقام قابل غور ہے۔ اور تعجب ہے کہ کیا وجہ ہوئی کہ یہ امر شیخ ابن حجرؒ کے ایسے محقق پر مخفی رہا۔

شفاء الغرام میں لکھا ہے کہ حدیبیہ کی جگہ وہ ہے کہ وہاں ایک کنواں ہے اس کو بیر شمس کہتے ہیں اور جدہ کی راہ سے جاتے ہیں وہ کنواں آملتا ہے حالانکہ شجرۂ بیعت رضوان اور حدیبیہ اب کسی کو معلوم نہیں اور حدیبیہ وہ جگہ نہیں کہ اس کو جدہ کہتے ہیں، وہ جدہ کی راہ میں ہے اس واسطے کہ یہ جگہ جدہ سے قریب ہے اور بعد اس کا مکہ معظمہ اور حدیبیہ سے اس سے بہت کم ہے وہ حرم کی حد میں ہے۔ ایسا ہی مالک نے کہا ہے۔ حل کے کنارے پر ہے۔ یہ ماوردی نے کہا ہے۔ یا وہ جگہ کچھ حل میں ہے اور کچھ حرم میں ہے یہ شافعیؒ نے کہا ہے اور جس نے یہ کہا ہے کہ وہ درخت بہشت کے درختوں سے تھا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ درخت بہشت میں اٹھا لیا گیا۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے :-

مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ

ترجمہ: یعنی میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ باغ ہے باغہائے جنت سے۔

اور یہ بھی حدیث شریف میں وارد ہے :-

اِنَّ الْبَقِيْعَ وَالْمَعْلَاةَ تَرْعَتَانِ مِنْ تُرَاعِ الْجَنَّةِ

ترجمہ :" یعنی بقیع اور معلاۃ یہ دونوں دو سبزہ زار ہیں سبزہ زارہائے بہشت سے " تو اس سے مراد یہ ہے کہ یہ مقامات قیامت کے دن اس طرح کے کر دیئے جائیں گے۔

فرقہ ناجیہ

سوال : دربارہ فرقہ ناجیہ حدیث شریف میں وارد ہے :-

سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا الْوَاحِدَةَ قِيْلَ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰی مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ متفرق ہوگی امت یعنی میری امت اجابت میں تہتر فرقے ہوں گے سب دوزخی ہیں مگر ایک فرقہ!

کہا گیا ہے کہ وہ ایک فرقہ کون لوگ ہوں گے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

" وہ لوگ ثابت اور قائم ہیں اس پر کہ میں جس پر ہوں اور میرے اصحاب جس پر ہیں "

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ ناجیہ وہی لوگ ہیں کہ پیغمبر کی حدیث کی اتباع اور صحابہؓ کی

پیروی ان کا آئین اور شیوہ ہے۔

ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر اہل سُنّت والجماعت کے سوا دوسروں میں نہیں۔ اس واسطے کہ سنت سے مراد حدیث کی متابعت ہے اور جماعت سے مراد جماعت صحابہ کی پیروی ہے لیکن کبھی ایک خدشہ دل میں گذرتا ہے کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ ممکن ہے کہ صغائر اور کبائر پر عذاب ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ اہل سنت کے بھی بعض لوگوں پر صغائر اور کبائر کی وجہ سے عذاب ہو۔ تو یہ لوگ فرقہ ناجیہ کس طرح قرار پائے اور فی النار کی وعید سے خارج کس طرح ہوئے۔

جواب : اہل سنت کا جو عقیدہ ہے کہ ممکن ہے کہ اہل سُنّت کے بعض لوگوں پر بسبب صغائر اور کبائر کے عذاب ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اہل سُنّت کے بعض لوگ اس فرقہ کا جو عمل اور طریقہ ہے اس کے مقتضا کو ترک کریں۔ اور اس وجہ سے وہ لوگ مستوجب عذاب کے ہوں اور اس فرقہ کے علاوہ اور جو فرقے ہیں کہ وہ سب گمراہ ہیں۔ وہ سب لوگ اپنے عقیدے کے سبب سے مستوجب دوزخ ہوں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب گمراہ فرقے کا عقیدہ باطل ہے اور اس فرقہ ناجیہ کے بعض لوگوں کے حق میں جو عذاب کا خوف ہے تو یہ خوف اس وجہ سے ہے کہ ممکن ہے کہ ان کا عمل ان کے عقیدے کے خلاف ہو۔ یہ دلیل اس کے لئے ہے کہ یہ مذہب حق ہے اور امید ہے کہ اس فرقے کے گنہگار بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دوزخ سے نجات پائیں گے۔

گمراہ فرقوں کا بیان

سوال : گمراہ فرقوں کے احکام بیان فرمایئے۔

جواب : جو فرقے کہ گمراہ ہیں اور بدعتی ہیں۔ اگر ان کی گمراہی اور بدعت کفر کی حد تک نہ پہنچی ہو اور ضروریاتِ دین سے اُن کو انکار نہ ہو تو ان کی نجات کی امید رکھنی چاہیئے۔ یہ جو لکھا تھا کہ بعض فرقے ایسے ہیں کہ اس فرقے کے لوگوں نے دوسرے فرقے کا نام نہیں سنا ہے۔

مہربانِ من ! یہ صرف احتمال ہے۔ اس واسطے کہ اللہ تعالےٰ کی ہدایت کی شان ایسی ہے کہ ہمیشہ سے اللہ تعالےٰ ہر مقام میں ایسے لوگوں کو ضرور پیدا کرتا ہے کہ وہ حق پر ہوتے ہیں اور گمراہ لوگوں کو ان کی گمراہی سے آگاہ کر دیتے ہیں۔ البتہ اگر اس طرح کی کوئی جماعت ہو تو وہ ضرور معذور ہوگی۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی عادت ہمیشہ سے جس طرح جاری ہے۔ اس کے لحاظ سے یہ توقع نہیں کہ یہ احتمال وقوع میں آوے۔ اس بارے میں ایک عمدہ تحقیق ہے وہ یہ ہے کہ علم محیط نبوی نے یہ تفریق اور تشعیب معلوم فرمائی تو یہ عذر دفع ہونے کے لئے ایک قاعدہ

بتا دیا کہ ہر مسلمان عقل کی ادنیٰ توجہ سے وہ قاعدہ دریافت کر سکتا ہے۔

وہ قاعدہ یہ ہے کہ دین کے مخرج اور اس کے منشا میں غور کریں اور جو مذہب حجاز شریف میں مروج ہو اس کو حق سمجھیں۔ کعبہ شریف کا حج جو فرض ہے تو اس کے فرض ہونے کا یہ بھی ایک سبب ہے کہ تا دور کے اہل اسلام طریق حق اور جادۂ مستقیم سے غافل نہ رہیں۔ ان احادیث میں غور کرنا چاہیئے جو کہ فضائل مدینہ منورہ و حرمین شریفین اور زمین حجاز شریف میں وارد ہیں کہ ان احادیث میں غور کرنے سے یہ مضمون آفتاب کی طرح ظاہر ہوتا ہے۔ اہل سنت والجماعت کے مذاہب اربعہ باوجودیکہ ان میں فروع میں باہم اختلاف ہے لیکن اہل حرمین شریفین و سکان حجاز کے نزدیک مقبول ہیں وہ لوگ بلا انکار اور بلا رد و قدح مذاہب اربعہ پر عمل کرنا جانتے ہیں اور ان مذاہب اربعہ میں ایسا اختلاف نہیں کہ کسی ایک مذہب کی تضلیل اور تکفیر لازم آتی ہو۔ تفسیر فتح العزیز میں آیت :۔

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ کی تفسیر میں کامل طور پر یہ عجیب تحقیق مذکور ہے :۔

قَولُهٗ تعالیٰ : وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ ط وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ؕ

ترجمہ : یعنی یاد کیجیئے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم وہ وقت کہ جب کیا ہم نے کعبہ کو رجوع کرنے کی جگہ لوگوں کے واسطے اور کیا ہم نے اس کو امن کی جگہ اور لو تم اے لوگو ! مقام ابراہیم سے جگہ نماز کی۔ یعنے اس کے پیچھے دو رکعت نماز طواف کی پڑھو ؛

جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں وہ اسباب ذکر فرماتے ہیں کہ جن کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے کعبہ شریف بنایا اور وہ تین اسباب یہ ہیں۔

اول سبب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو منظور ہوا کہ ایک مکان ہمیشہ کے لئے ایسا ہو کہ وہاں ہر مقام کے اہلِ اسلام جمع ہوا کریں اور سال بسال وہاں آیا کریں۔

یہ اللہ تعالےٰ کی نوع انسان کے حق میں نہایت ہی رحمت ہے۔ اس واسطے کہ نوع انسان کی ایسی پیدا کی گئی ہے کہ انسان کے علوم اور کمالات ان کی باہم مخالطت سے زیادہ ہوتے ہیں اسی وجہ سے بدوی لوگوں کی حالت دیکھی جاتی ہے کہ کمال سے معرا ہیں۔ اور یہ مضمون اس کے موافق ہے کہ فلاسفر کہتے ہیں کہ نوع انسان کی معاش موقوف ہے تمدن اور اجتماع اور صحبت پر۔ اس واسطے کہ ہر شخص اپنی رائے سے کوئی چیز استنباط کرتا ہے۔ پھر دوسرے شخص کو وہ چیز اچھی معلوم ہوتی ہے تو وہ شخص وہ چیز اخذ کرتا ہے اور نفوس انسانیہ کی مثال یہ ہے کہ مثلاً چند آئینے ہوں اور ہر ایک دوسرے کے مقابل رکھے جائیں۔ تو ہر آئینہ میں دوسرے آئینہ کی صورتیں منعکس ہوں گی۔ نوع انسانی کی استعداد باہم مختلف اور متفاوت ہے۔ تو ضرور ہوا کہ ایک مکان جامع ہو کہ وہاں لوگ جمع ہوں اور ایک کا عکس دوسرے پر پڑے۔ اور ایک سے دوسرے کو فائدہ

اس بلاد کے سکان مصیبت میں گرفتار رہیں، اس واسطے کہ اس بلاد میں فصل خریف نہ ہوئی اور فصل ربیع کی بھی امید نہیں غلہ کا نرخ گراں ہے۔ علاوہ اس کے دونوں گروہ نے لوٹ مار اور غارت کا ہاتھ پھیلایا ہے۔ حتیٰ کہ اہل شرفا بھی عادت کے خلاف اس قبیح عمل میں مشغول ہوئے ہیں اور اپنی خصلت امن و امان کی ترک کی۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔ فقط (از سوالات قاضی)

سوال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستفترق امتی ثلاثة وسبعین فرقة کلھم فی النار الا واحدة

"ترجمہ: یعنی فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے میری اُمت تہتر فرقے ہوں گے، ایک فرقہ کے سوا باقی سب دوزخی ہوں گے"

تو اس سے کیا مراد ہے کہ ایک فرقہ کے سوا باقی سب فرقے دوزخی ہوں گے۔ اگر یہ مقصود ہے کہ باقی سب فرقے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے تو یہ نص اور احادیث قطعیہ کے خلاف ہے اس واسطے کہ اہل اسلام کا کوئی فرقہ ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا۔ اور اگر یہ مراد نہیں کہ باقی سب فرقے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے بلکہ مراد یہ ہے کہ کچھ دنوں اپنے گناہوں کے موافق دوزخ میں رہیں گے تو امر مسلم ہے لیکن اس حالت میں لازم آتا ہے کہ فرقہ ناجیہ کا کوئی شخص دوزخ کے عذاب میں مبتلا نہ ہوگا۔ حالانکہ اس بارے میں احادیث قطعیہ وارد ہیں کہ مسلمانوں میں سے جو لوگ فاسق ہوں گے وہ کچھ دن جہنم میں رہیں گے۔

جواب: یہ قدیم شبہ ہے۔ علمائے کرام نے اس شبہ کے پانچ چھ جواب دیئے ہیں۔ وہ سب شرح عقائد مُلّا جلال اور اُس کے حواشی میں مذکور ہیں۔ ان سب جوابوں کا خلاصہ تین جواب ہے۔

۱۔ اول جواب یہ ہے جو سب جوابوں میں زیادہ قوی اور مرجح ہے اور یہ جواب محقق دوانی نے دیا ہے انہوں نے دوسری شق اختیار کی ہے۔ اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ باقی سب فرقے اپنے عقیدے کے سبب سے جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور فرقہ ناجیہ کا کوئی شخص اپنے عقیدہ کے سبب سے دوزخ میں داخل نہ کیا جائے گا اگرچہ ممکن ہے کہ اپنے گناہوں کے سبب سے دوزخ میں داخل کیا جائے۔ بعض لوگوں نے اس جواب پر اعتراض کیا ہے کہ حدیث شریف سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ باقی اور سب فرقے دوزخ میں جائیں گے۔ کوئی ایسا قرینہ نہیں جس سے یہ مفہوم ہو کہ یہ مراد ہے کہ باقی اور سب فرقے اپنے عقیدے کے سبب سے دوزخی ہوں گے اور بغیر قرینہ کے کہنا جائز نہیں کہ اس حدیث میں من حیث الاعتقاد کا لفظ مقدر ہے۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہاں چار قرینے ہیں جن سے اس حدیث کا مطلب کہا جاتا ہے کہ باقی اور سب فرقے اپنے عقیدہ کے سبب سے دوزخی ہوں گے۔

اول یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ ثَلَاثَةً وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَةً

یعنی میری امت کے لوگ تہتر فرقے ہوں گے"

اور باعتبار عمل اس امت کے صرف تہتر (۷۳) فرقے نہیں بلکہ اس سے زیادہ ہیں۔ خواہ صرف عمل کا اعتبار کیا جائے۔ خواہ عمل کے ساتھ اعتقاد پر بھی لحاظ ہو اور یہ امر ظاہر ہے۔ اس واسطے کہ مثلاً سب یہ گنہگاران جدا جدا فرقے ہیں۔ یعنی ڈاڑھی منڈانے والے اور ریشمی کپڑا پہننے والے اور نماز ترک کرنے والے اور روزہ نہ رکھنے والے اور زکوٰۃ نہ دینے والے اور حج نہ کرنے والے اور زانی اور لواطت کرنے والے اور شراب خور اور جوا کھیلنے والے اور چور اور ڈاکو وغیرہ گنہگاران یعنی باعتبار گناہوں کی قسموں کے اس امت میں تہتر فرقے ہوں گے بلکہ یہ مراد ہے کہ عقیدہ کے اعتبار سے اس اُمت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ ان میں سے ایک فرقہ کے سوا باقی اور سب فرقے اپنے اپنے عقیدہ فاسد کی وجہ سے دوزخی ہوں گے یعنی ان کے دوزخی ہونے کا سبب یہ ہوگا کہ ان کا عقیدہ فاسد ہوگا۔ بخلاف ایک فرقہ ناجیہ کے کہ اس فرقہ کا عقیدہ حق ہے اور اس فرقہ کے لوگ اپنے عقیدہ کے سبب سے ہرگز دوزخی نہ ہوں گے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ اس فرقہ کے کچھ لوگ اپنے گناہوں کے سبب سے کچھ دن دوزخ میں سزایاب ہونگے۔

۲۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اس حدیث میں حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے فرمایا کہ میری اُمت کے لوگ تہتر فرقے ہوں گے۔ وہ سب دوزخی ہوں گے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک فرقے کو مستثنیٰ فرمایا۔ یعنی ان تہتر فرقوں میں سے ایک فرقہ دوزخی نہ ہوگا۔ بلکہ وہ فرقہ دوزخ سے نجات پائے گا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس فرقہ کی نجات کا باعث کوئی ایسا امر ہے جو اس فرقے کے تمام اشخاص میں بالاشتراک پایا جاتا ہے اور اعتقاد کے سوا کوئی دوسرا امر نہیں جو اس فرقہ کے تمام لوگوں میں بالاشتراک پایا جاتا ہو۔ اس واسطے کہ اس فرقہ کے لوگوں کے اعمال مختلف ہیں۔

۳۔ تیسرا قرینہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرقہ ناجیہ کی یہ تعریف فرمائی ہے:-

اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ: ترجمہ "یعنی فرقہ ناجیہ وہ لوگ ہونگے جو اس طریقہ پر ہوں گے جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایک امر بعینہٖ مُشترک ہے جو اس فرقہ ناجیہ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور اصحاب میں مُشترک ہے اور ظاہر ہے کہ وہ امر مشترک عقیدے کے سوا کوئی دوسرا امر نہیں۔

۴۔ چوتھا قرینہ یہ ہے کہ اس حدیث شریف کے شروع میں روایات صحیحہ میں یہ عبارت ہے:-

اِفْتَرَقَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی اِحْدٰی وَسَبْعِیْنَ فِرْقَةً وَافْتَرَقَتِ النَّصَارٰی عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَةً۔

ترجمہ: یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود میں اکہتر فرقے ہوئے اور نصاریٰ میں بہتر فرقے ہوئے اور میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے"

ظاہر ہے کہ یہ مراد یہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ کے فرقوں میں جو فرق ہے۔ وہ فرق باعتبار اعتقاد کے ہے
تو اس اُمت کے بارے میں بھی یہی مُراد ہے کہ اس امت میں تہتر فرقے ہوں گے، ان سب فرقوں میں
فرق، باعتبار عقائد کے ہوگا۔ یعنی ایک فرقہ کا جو عقیدہ ہوگا۔ اس کے خلاف دوسرے فرقہ کا عقیدہ ہو
گا۔ علےٰ ہٰذا القیاس سب فرقوں کے عقائد مختلف ہوں گے۔ کسی فرقہ کا عقیدہ دوسرے فرقے
کے عقیدے کے موافق نہ ہوگا۔ ان میں بہتر فرقے کے عقائد فاسد ہوں گے۔ وہ سب فرقے اپنے
فاسد عقائد کے سبب سے دوزخی ہوں گے۔ اور ایک فرقہ کا عقیدہ صحیح ہوگا اور وہ فرقہ ناجیہ ہے
وہ فرقہ اپنے عقیدے کے سبب سے مستوجب دوزخ نہ ہوگا۔ بلکہ وہ فرقہ اپنے نفس عقیدہ کے اعتبار سے
قابل نجات ہوگا۔ اگرچہ ممکن ہے کہ اس فرقہ کے بعض گنہگار لوگ اپنے گناہ کے سبب سے کچھ دن جہنم
میں رہیں لیکن پھر وہ لوگ اپنے گناہوں کی سزا پاکر اللہ جل شانہٗ کی رحمت سے بہشت میں داخل
کئے جائیں گے۔

دوسرا جواب اس سوال کا یہ ہے اور یہ جواب حضرت امام غزالی رح نے اختیار فرمایا ہے۔ اور محققین اور
محدثین نے بھی یہ جواب پسند فرمایا ہے۔ یہ جواب اس طور پر دیا گیا ہے کہ فرقہ ناجیہ سے وہ لوگ مُراد ہیں
جو مطلقاً دوزخ میں داخل نہ کئے جائیں گے۔ اور نہ بوجہ اپنے عقیدہ کے نہ سبب اپنے اعمال کے، بلکہ
قیامت کے دن بغیر عذاب کے وہ لوگ بہشت میں داخل کئے جائیں گے۔ خواہ ان کے گناہ اللہ تعالےٰ
معاف فرمائیگا یا بعض گناہوں کے اُن لوگوں کو صرف یہی تکلیف ہوگی کہ قیامت میں خوف ان لوگوں کو
کو بھی رہے گا۔ اور وہ لوگ قبر کی سختی میں مبتلا کئے جائیں گے یا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے
ان کے گناہ نیست اور نابود کر دیئے جائیں گے اور اس فرقہ کے لوگ صرف خاص اہل سنت ہوں گے کہ
عقیدہ اور عمل میں ان لوگوں نے بدعت کی راہ اختیار نہ کی ہوگی۔ اگرچہ احتمال ہے کہ بعض تقصیرات فرعیہ
ان لوگوں سے بھی سرزد ہوئی ہوں گی۔ اور اس فرقہ کی یہ تفسیر جو حدیث شریف میں ہے نہایت
چسپاں ہے:۔

اَلَّذِین ھُمْ عَلٰی مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ ترجمہ: یعنی فرقہ ناجیہ وہ لوگ ہوں گے جو
اس طریقہ پر ہوں گے جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں ؎

اس واسطے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کے زمانہ میں بھی بعض لوگوں سے اطاعت
میں قصور ہوا اور بعض گناہ سرزد ہوئے۔ مگر اس زمانہ میں بدعت نہ تھی۔ نہ عقیدہ میں بدعت تھی اور نہ
عمل میں بدعت تھی۔ اور امام حجۃ الاسلام امام غزالی رح نے اس جواب میں یہ قید بڑھا دی ہے کہ فرقہ ناجیہ
سے وہ لوگ مراد ہیں جو بغیر حساب اور بغیر شفاعت کے بہشت میں داخل کئے جائیں گے اور لیکن اس صورت
میں دائرہ نجات بہت تنگ ہو جاتا ہے اور حدیث میں فرقہ ناجیہ کی تعریف یہ ہے:۔

اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی
یہ بھی اس معنی سے مناسب نہیں اس واسطے کہ دلائل عقلیہ کے خلاف ہے کہ سب صحابہ کرام رض بغیر
حساب اور بغیر شفاعت کے بہشت میں داخل ہوں گے۔ اس واسطے متاخرین محققین نے امام غزالی رح
کے اس جواب کی اصلاح کی ہے۔ تقریر مذکورہ بالا کے موافق اس جواب کو بھی قرار دیا جائے تو انشاء اللہ
اس جواب میں بھی اب کچھ خلل نہ ہوگا۔

۳۔ تیسرا جواب اس سوال کا یہ ہے کہ اس حدیث میں جو یہ عبارت ہے۔ کلھم فی النار اس کا معنی یہ ہے
کہ ہر ایک فرقہ کا ہر ایک شخص دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ تو اس عبارت کا مفہوم ایجاب کلی ہے اور
اس عبارت کے بعد جو مستثنیٰ ہے الّا واحدۃ اس سے مراد یہ ہے کہ ایجاب کلی اس ایک فرقہ ناجیہ سے
رفع کی گئی ہے اور ایجاب کلی کا رفع اس صورت میں بھی ہو جاتا ہے کہ اس کلی کے خلاف کوئی جزئی صادق
ہو جائے۔ اور یہ امر ظاہر ہے تو الّا واحدۃ کا معنی یہ ہوا کہ اس فرقہ ناجیہ کا ہر ہر شخص دوزخ میں داخل
نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ بعض اشخاص تقصیر اعمال کے سبب سے دوزخ میں داخل ہوں، اب یہ شبہ زائل
ہو جاتا ہے۔ فرقہ ناجیہ اور فرقہ غیر ناجیہ میں یہی فرق ہے کہ سب فرقہ غیر ناجیہ کے کل اشخاص دوزخی ہوں
گے اور فرقہ ناجیہ کے سب اشخاص دوزخ میں داخل نہ ہوں گے۔ اور باعتبار اعمال کے فرقہ ناجیہ اور فرقہ
غیر ناجیہ میں فرق یہی ہے کہ فرقہ ناجیہ کا عقیدہ صحیح ہے اور فرقہ غیر ناجیہ کے عقائد صحیح نہیں تو بالاخر اس
جواب اور پہلے جواب کا حاصل ایک ہی ہوا۔ اور سب جوابوں میں بہتر ایک دوسرا جواب ہے جو کتابوں
اور حواشی میں مذکور نہیں اور اس جواب میں حدیث کا معنی جو کہا جاتا ہے وہ عرب کے استعمال قدیم کے
موافق ہے اور اس کا استعمال کا ثبوت دوسری حدیثوں میں بھی ہوتا ہے اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ
حدیث میں جو یہ عبارت ہے کلھم فی النار اس سے یہ مُراد ہے کہ یہ سب فرقے باطل ہوں گے۔ لوگ کہا کرتے ہیں
کہ فلاں چیز آگ میں ہے۔ اس سے ان لوگوں کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ یہ چیز باطل ہے۔ چنانچہ حدیث صحیح
میں ہے:۔
الھذاء فی النار اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ زبان درازی آگ میں ہے ؎ اس سے اصل مراد یہ ہے کہ زبان
درازی باطل ہے فرمایا اللہ تعالےٰ نے:۔
اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا
ترجمہ: یعنی جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں تو اس کے سوا کوئی دوسرا امر نہیں کہ وہ لوگ اپنے
شکم میں آگ کھاتے ہیں؎
اس سے مُراد یہ ہے کہ وہ لوگ باطل حرام کھانا کھاتے ہیں اس واسطے کہ ظاہر ہے کہ یتیم کا مال فی الواقع
آگ نہیں اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہاں کھانے کا معنے مجازی مراد ہے اس واسطے کہ اس آیت میں صاف مذکور ہے

کہ اپنے شکم میں کھاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ کھانے کے معنی مجازی مراد نہیں۔ تو اس جواب میں جس حدیث کی
تحقیق منظور ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ اگرچہ کسی فرقہ غیر ناجیہ کا صرف ایک عقیدہ باطل ہو تب بھی سمجھنا چاہیئے کہ
سب فرقہ غیر ناجیہ طریقہ باطل ہیں اور فرقہ ناجیہ کا عقیدہ اور عمل باطل نہیں۔ مگر یہ بھی جاننا چاہیئے کہ فرقہ ناجیہ
خاص وہی لوگ ہیں جن کے اعتقاد اور عمل میں ہرگز بدعت نہیں۔ یہ مضمون جواب ثانی سے مفہوم ہوتا ہے اور خیال
کرنا چاہیئے کہ صرف باعتبار اعتقاد فرق ہے یعنی فرقہ غیر ناجیہ کا اعتقاد باطل ہے اور فرقہ ناجیہ کا اعتقاد صحیح
ہے۔ تو یہ مضمون پہلے جواب کا حاصل ہوا۔ اور اسی وجہ سے ہم نے شروع کلام میں کہا کہ پہلا جواب زیادہ مرجح
اور قوی ہے۔

سوال : عشرہ مبشرہ اور ان کے سوا تین حضرات کے علاوہ اس زمانے کے لوگوں کو اگر کوئی شخص
قطعی بہشتی یا قطعی دوزخی کہے اور اس امر کی تصدیق اس کے دل میں ہو تو اس کے بارے میں شرع کا کیا حکم ہے؟
(از سوالات قاضی)

جواب : جن حضرات کے حق میں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت فرمائی ہے مثلاً
جو حضرات جنگ بدر میں حاضر تھے اور جو حضرات جنگ اُحد میں شہید ہوئے اور جو حضرات بیعت الرضوان
سے مشرف ہوئے۔ اس طرح کے اور جو حضرات ہیں اور یہ ہزارہا حضرات صحابی ہیں کہ ان حضرات کے حق میں پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم نے بہشت کی بشارت فرمائی۔ تو ان حضرات کے حق میں عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ یہ حضرات قطعی بہشتی
ہیں۔ لیکن ان حضرات کے علاوہ اور جو لوگ ہیں ان کو علام الغیوب کے علم پر حوالہ کرنا چاہیئے ان لوگوں کو قطعی بہشتی جاننا
چاہیئے اور نہ قطعی دوزخی سمجھنا چاہیئے۔

رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بیان میں

بخاری شریف نے اپنی تاریخ میں عمار کی روایت لکھی ہے کہ فرمایا رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وسلم نے :-
"بر تحقیق اللہ تعالےٰ کا ایک فرشتہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اُس کو یہ قوت بخشی ہے کہ سب خلائق کی بات سنتا
ہے وہ میری قبر کے پاس کھڑا ہے جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ درود میرے پاس پہنچاتا ہے" احمد اور
نسائی کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-
"کہ اللہ تعالےٰ کے فرشتے ہیں کہ زمین میں پھرا کرتے ہیں اور میری اُمت کا سلام مجھ کو پہنچایا کرتے ہیں" یہ مضمون
متواتر طور پر ثابت ہے۔ اور ایک مرتبہ سعید بن مسیب رحمہ نے قبر شریف سے اذان سُنی، حارث اور ابن سعد رحمہ نے روایت
کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-
"کہ تم لوگوں کے حق میں میری زندگی بہتر ہے اور تم لوگوں کے حق میں میری وفات بھی بہتر ہے۔ تمہارے اعمال
میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ جب نیک عمل دیکھتا ہوں تو اس کے شکریے میں اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حمد اور
شکر کرتا ہوں اور جب بد عمل دیکھتا ہوں تو اللہ تعالےٰ سے تمہارے لئے مغفرت چاہتا ہوں"
جب حضرت ابوبکر رضہ بیمار ہوئے تو وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف
لے جانا اور اجازت طلب کرنا اور چاہیئے کہ اس وقت کہا جائے کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ ابوبکر ہے
اجازت چاہتا ہے کہ آپ کے نزدیک دفن ہو اگر اجازت مل جائے تو بہتر ورنہ مجھ کو بقیع کی طرف پھیر لانا۔ صحابہ رضہ
نے ایسا ہی کیا۔ تو آواز آئی کہ آپ داخل ہوں آپ کی تعظیم اور توقیر کی گئی" خطیب نے یہ روایت کی ہے ابن عساکر نے
کہا ہے کہ یہ روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہے کہ حضرت علی رضہ نے فرمایا :-
کہ جب حضرت ابوبکر رضہ کی وفات کا وقت آیا تو مجھ کو اپنے سر کے نزدیک بٹھلایا اور مجھ کو فرمایا کہ
اے علی جب میں مر جاؤں تو آپ مجھ کو غسل دیجیئے گا اسی کپڑے میں کہ اسمیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا تھا
اور مجھ کو اس گھر کی طرف لے جائیے گا کہ اس میں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہیں" اوپر کے مضمون کے مطابق اجازت
طلب کرنے کا قصہ ذکر کیا اور اس کے آخر میں حضرت علی رضہ نے فرمایا :-
کہ جو لوگ اس دروازے کے پاس گئے ان میں سے پہلے میں گیا۔ میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ
داخل کرو محبوب کو محبوب کی طرف۔ بتحقیق کہ محبوب محبوب کا مشتاق ہے۔ جب قحط سالی ہوئی تو حضرت عائشہ رضہ